مولانا محمد تقی امینی

قسط (۶)

ہدایت القرآن

سورۂ بقرہ مدنی ہے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے۔

بقرہ کے معنی گائے اور بیل دونوں کے ہیں یہ سورت کا نام ہے اس میں بیان کئے گئے ایک واقعہ میں بقرہ کا ذکر آیا ہے اسی مناسبت سے یہ نام تجویز ہوا۔ سورت کی تقریباً تمام آیتیں مدینہ میں نازل ہوئی ہیں دو ایک آیتیں اگر مکہ میں نازل ہوئی ہیں تو اس سے مدنی ہونے میں کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔

سورۂ فاتحہ میں اللہ، انسان اور ہدایت کا تعارف کرانے کے بعد اب کتاب ہدایت شروع ہوتی ہے یعنی وہ کتاب جس کو اللہ نے انسان کی ہدایت کے لئے اتاری ہے جس میں صراط مستقیم (سیدھا راستہ) کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے وہ صراط مستقیم (سیدھا راستہ) جس کو سورۂ فاتحہ میں انعام پائے ہوئے لوگوں کا راستہ بتایا گیا ہے۔

الٓمٓ۔ الف۔ لام۔ میم۔ حروف مقطعات۔

۲۹ سورتوں کے شروع میں اس قسم کے حروف آتے ہیں جیسے الٓمٓ۔ الٓمٓر المٓصٓ، کٓھٰیٰعٓصٓ وغیرہ۔ یہ حروف مقطعات کہے جاتے ہیں جس کے معنی ٹکڑے ٹکڑے کئے ہیں یعنی یہ حروف ملا کر نہیں پڑھے جاتے بلکہ الگ الگ اسطرح پڑھے جاتے ہیں الف لام میم۔ الف، لام، را۔ الف، لام، میم، صاد۔ ک، ہا، یا، ع، ص وغیرہ۔

حروف مقطعات کے بارے میں ہمارے علماء و مفسرین کے بہت سے اقوال ہیں جو ہر ایک کے اپنے ذوق کے مطابق ہیں اور جس طرح ہر ایک کے ذوق میں اختلاف ہوتا ہے ان اقوال میں بھی اختلاف ہے۔ لیکن اس مسئلہ کی تین باتوں میں غالباً کوئی اختلاف نہیں ہے۔

(۱) کسی مستند روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ان حروف کے مقاصد

معانی اور مطالب نہیں بیان کئے گئے ہیں ۔

(ب) کسی مستند روایت سے یہ ثابت نہیں ہے کہ صحابہؓ یا کسی اور نے ان کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا ہو، نہ سوال کرنا ثابت ہے اور نہ جواب دینا ثابت ہے ۔

(ج) کسی مستند روایت میں کسی مخالف شخص کا اعتراض بھی ثابت نہیں ہے جب کہ مخالفت کرنے والے اعتراض کرنے میں کسی کی رو رعایت نہ کرتے تھے ۔

ان حالات سے دو باتوں کا اندازہ ہوتا ہے ۔

(۱) یہ حروف اس قدر سہل اور آسان ہیں کہ نہ کسی نے ان کے بارے میں سوال کرنے اور اعتراض کرنے کی زحمت گوارا کی اور نہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے از خود ان کو واضح کرنے کی ضرورت سمجھی ۔

(۲) یہ حروف اس قدر مشکل و دشوار ہیں کہ کسی کے قابو میں آنے والے نہیں ہیں ۔ اسی بنا پر نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف توجہ فرمائی اور نہ لوگوں ہی نے سوال کرنے اعتراض کرنے کی ہمت کی ، لوگ جانتے تھے کہ جب ان کے معانی اور مطالب سمجھ میں آنے والے نہیں ہیں تو خواہ مخواہ ان کے پیچھے کیوں پڑا جائے ۔

دوسری بات یعنی ان حروف کو محض اس بنا پر مشکل و دشوار قرار دینا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تفصیل نہیں بیان کی یا کسی نے ان کے بارے میں سوال و اعتراض نہیں کیا علمی دنیا کے لئے اس کو تسلیم کرنا آسان بات نہیں ہے ۔ اللہ کی ذات و صفات اور عالم غیب سے متعلق بھی کچھ نہ کچھ تفصیل (لوگوں کی سمجھ کے مطابق) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے از خود بیان فرمائی ہے یا لوگوں کے سوالات و اعتراضات کے جواب دیئے ہیں حالاں کہ یہ سب مشکل و دشوار کی فہرست میں سرفہرست ہیں لیکن حروف مقطعات کے بارے میں ان میں سے کسی کا ثبوت نہیں ملتا ہے، ایسی حالت میں لامحالہ پہلی بات کو ترجیح دینا ہوگا یعنی یہ حروف اس قدر سہل و آسان ہیں کہ نہ ان کے بارے میں کسی نے سوال و اعتراض کیا اور نہ خود رسول اللہ علیہ وسلم نے ان کو واضح کرنے کی ضرورت سمجھی ۔

ان حروف کے سہل و آسان ہونے کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ ان کو "فواتح سورت"

قرار دیا جائے یعنی یہ تسلیم کیا جائے کہ ان کو صرف سورت کی ابتدار کے لئے لایا گیا ہے نہ ان کے معانی و مطالب مقصود ہیں اور نہ عقیدہ و عمل سے ان کا کوئی تعلق ہے ۔

یہ بات اس بنار پر دل کو لگتی ہے کہ ابتدائے کلام میں اس قسم کے حروف لانا اہل عرب کے لئے نامانوس نہ تھے، کلام کے شروع میں کچھ حروف لانے کا رواج پہلے سے موجود تھا مثلاً لا - ما - الا - اما - بل وغیرہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابتدائے کلام میں ان سے مانوس ہونے ہی کی وجہ سے نہ کسی نے سوال و اعتراض کی ضرورت سمجھی اور نہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی وضاحت فرمائی - ابتدائے کلام میں جب یہ حرف لائے گئے تو فوراً لوگوں نے سمجھ لیا کہ یہ اسی قسم کے حروف ابتدائے کلام میں لائے گئے ہیں جو قصائد و خطبات کی ابتدا میں لائے جاتے ہیں ۔

یہ صحیح ہے کہ خطبات و قصائد میں بعینہٖ یہی حروف اور اسی طرح لانے کا رواج زیادہ نہ تھا لیکن یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ قرآن عربی زبان میں نازل ہونے کے باوجود فصاحت و بلاغت میں تمام تر کلام عرب کا پابند نہیں ہے، خطبات و قصائد، شعر و شاعری، نظم و نثر کلام کی جو بھی قسم ہو نہ کسی دائرہ میں اس کو شامل کیا جا سکتا ہے اور نہ کسی کے قاعدہ و قانون اور محاورہ کا اس کو بالکلیہ پابند بنایا جا سکتا ہے ۔ اگر ایسا ہوتا تو اپنے اپنے دائرہ کے ایک سے ایک ماہر موجود تھے ان کو اس جیسا کلام بنا کر پیش کر دینے میں کوئی دشواری نہ ہوتی جب کہ قرآن بار بار اپنے کلام الٰہی ہونے کے ثبوت میں یہ چیلنج کرتا رہا کہ اگر اس میں تمہیں کوئی شبہ ہے تو اس جیسا چھوٹے سے چھوٹا کلام بھی بنا کر پیش کر دو، یہ بھی تاریخ سے ثابت ہے کہ لوگوں نے ہزار کوششیں کیں اور اس چیلنج کا جواب دینا چاہا لیکن مجبور ہو کر یہ کہنے پر متفق ہو گئے کہ ما ھٰذا قول البشر (یہ انسان کا کلام نہیں ہے ۔)

ایسی حالت میں سہل و آسان بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ جس طرح قرآن نے الفاظ نظم و ضبط، فصاحت و بلاغت معانی و مطالب اور مفہوم کی گہرائی و گیرائی میں اعلیٰ سے اعلیٰ معیار پیش کیا ہے - اسی طرح ان حروف سے ابتدا کر کے اس نے ابتدائی کلام کا اعلیٰ معیار پیش کیا ہے، کسی نہ کسی درجہ (جیسا کہ اوپر گذرا) میں چونکہ اہل عرب اس طرز سے کلام کی ابتدار سے واقف تھے - اس بنا پر انہوں نے نہ سوال و اعتراض کی جرأت کی اور

نہ خود رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو واضح کرنے کی ضرورت سمجھی ۔

پھر یہ بات بھی ذہن میں رکھنے کی ہے کہ یہ حروف دو تین مدنی سُورتوں کے علاوہ انہیں سورتوں کے شروع میں آئے ہیں جو مکہ میں نازل ہوئی ہیں جہاں قرآن نے "کلام عرب" سے مقابلہ کا چیلنج کیا تھا۔ مدینہ میں بھی قرآن کو چیلنج کا سامنا تھا لیکن یہ "کلام" سے زیادہ "تعلیمات" سے متعلق تھا مدینہ میں اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) موجود تھے اور کسی نہ کسی شکل میں تورات و انجیل کی تعلیمات باقی تھیں ظاہر ہے کہ مکہ میں ان حروف کے ساتھ کلام کو فصیح و بلیغ بنانے کی جس قدر ضرورت و اہمیت تھی مدینہ میں اتنی ضرورت و اہمیت نہ تھی، غالباً اسی بنا پر مدینہ میں صرف دو تین سورتوں کے شروع میں ان حروف کو لانے پر اکتفا کیا گیا اور مکہ میں نازل ہونے والی ۲۶ - ۲۷ سورتوں کے شروع میں ان کو لانے کی ضرورت سمجھی گئی ۔ اس سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ان حروف سے شروع کرنے کا مقصد ابتدائے سورت کو فصیح و بلیغ بنا کر اس کو اعلیٰ معیار پر پیش کرنا ہے ۔

ہمارے علماء و مفسرین نے جسقدر معانی و مطالب بیان کئے ہیں وہ اس بنیاد پر ہیں کہ یہ حروف "رموز و اشارات" ہیں ۔ جن تک پہنچنے کی کوشش اہل علم کا حق ہے چنانچہ اسی بنیاد پر ان حضرات نے ان حروف تک پہونچنے کی کوشش کی اور ان کے بے شمار اقوال کتابوں میں موجود ہیں لیکن انکو "رموز و اشارات" قرار دیکر ۔ جو کچھ کہا گیا ہے ان سب کی حیثیت محض تخمین و اندازہ کی ہے جس کے لئے کوئی مضبوط سند نہیں ہے اس بنار پر ان اقوال سے اختلاف کرنا کوئی معیوب بات بھی نہیں ہے ۔

(جاری ہے)

قرآن حکیم کی مقدس آیات اور احادیث نبوی آپ کی دینی معلومات میں اضافہ اور تبلیغ کے لئے اشاعت کی جاتی ہیں۔ ان کا احترام آپ پر فرض ہے۔ لہٰذا جن صفحات پر یہ آیات درج ہیں ان کو صحیح اسلامی طریقہ کے مطابق بے حرمتی سے محفوظ رکھیں ——— !